سیرۃ
حضرت عثمان رض

हजरत उस्मान

30
25

سیرۃ حضرت عثمان رض

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عثمان

از
چراغ حسن حسرت

ناشران
تاج کمپنی لمیٹڈ۔ لاہور و کراچی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ابتدائی زندگی

قریش میں بنو ہاشم اور بنو اُمیہ دو مشہور گھرانے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانا ہاشم کا گھرانا کہلاتا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ اُمیہ کے خاندان میں سے تھے۔ رسولِ خدا اسی حضرت عثمان

کے نسب کا سلسلہ پانچویں پیڑھی پر مل جاتا ہے۔ کیونکہ اُمیہ جس کے نام پر حضرت عثمان کا گھرانا بنو اُمیہ کہلاتا ہے۔ ہاشم کا بھتیجا۔ یعنی اُن کے بھائی عبد شمس کا بیٹا تھا ہاشم اور عبد شمس دونوں کے باپ کا نام عبد مناف تھا۔ عثمان کے والد کا نام عفان تھا اور وہ اُمیہ کے پوتے تھے۔

اُمیہ کا گھرانا قریش کے خاندانوں میں بہت معزز سمجھا جاتا تھا۔ قریش کے خاندانوں میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اگر کوئی خاندان بنو ہاشم کا ہمسر سمجھا جاتا تھا
تو وہ امیّہ ہی کا خاندان تھا۔ اس لئے
دونوں خاندانوں میں لاگ ڈانٹ بھی چلی آتی
تھی۔ یعنی دونوں ہر میدان میں ایک دُوسرے
سے بڑھ کے قدم رکھنا چاہتے تھے۔ قریش
کا قومی جھنڈا امیّہ کے خاندان کے قبضہ میں تھا،
جب کبھی قبیلہ سے قریش کی جنگ ہوتی تھی
تو اسی گھرانے کا سردار قریش کی ساری فوج
کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ ابوسفیان جو بار بار
فوج لے کے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقابلہ پر آیا۔ اسی خاندان کا سردار تھا۔

حضرت عثمان عمر میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے چھ برس چھوٹے تھے۔ اسلام لانے
سے پہلے بھی وہ بڑے نیک اور دیانتدار شخص
تھے۔ اُن کی جوانی کے زمانے میں عرب بھر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میں شراب پینے کا رواج عام تھا - چھوٹے بڑے سب اس کے نشے میں دھت نظر آتے تھے لیکن انہوں نے کبھی شراب کو ہاتھ تک نہ لگایا - ان دنوں عرب میں ایسے لوگ مشکل سے ملتے تھے - جنہیں لکھنا پڑھنا آتا ہو - لیکن حضرت عثمان نے شروع ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا حضرت عثمان بڑے حسین شخص تھے - گندمی رنگت تھی - قد درمیانہ - ناک اونچی اور خمدار - چہرہ بھرا ہوا تھا - گالوں پر چیچک کے ہلکے ہلکے داغ تھے - داڑھی گھنی اور لمبی تھی - سر کے بال بھی بڑے بڑے اور بہت گھنے تھے - مزاج میں حیا حد سے زیادہ تھی - ہمیشہ اچھا پہنتے اور اچھا کھاتے تھے - اور انہیں خدا نے دیا بھی بہت تھا - جوانی میں کپڑے کی تجارت شروع کی تھی - جس میں بڑی کامیابی ہوئی - قریش میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کچھ تو اپنی دولت کی وجہ سے اور کچھ اپنی نیکی کے سبب اُن کی بڑی عزت تھی - اور چھوٹے بڑے سب اُنہیں قدر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے - لوگوں کے دِلوں میں اُن کی جتنی عزت تھی اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے - کہ اکثر عورتیں بچّوں کو یہ لوری دیا کرتی تھیں :-

خدا کی قسم مجھے تم سے اتنی ہی محبت ہے -
جتنی محبت قریش کو عثمان سے ہے :-

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اِسلام لانے کے بعد

حضرت عثمان حضرت ابوبکر سے چار برس چھوٹے
اور حضرت عُمر سے سات برس بڑے تھے۔
جب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔
تو حضرت عثمان کی عُمر چونتیس برس کی تھی۔
حضرت ابوبکر سے اُن کا بڑا میل جول تھا۔
دونوں میں اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب
اُنہیں رسُولِ خدا کے دعوے کا حال معلوم ہوا،
اور ساتھ ہی یہ بھی سُنا۔ کہ ابوبکر نے بھی اسلام
قبول کر لیا۔ تو وہ حضرت ابوبکر کے پاس
آئے۔ اور آتے ہی اسلام کا ذِکر چھیڑ دیا۔
لیکن جب اُنہوں نے حضرت ابوبکر کی زبانی
اسلام کی خوبیاں سُنیں تو طبیعت پر الیا اثر ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ اُن کے ساتھ رسُول خدا کی خدمت میں حاضر
ہونے پر آمادہ ہو گئے ۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی
رہی تھیں ۔ کہ رسُول خُدا خود تشریف لے آئے
اُنہوں نے اسلام کے بارے میں ایک دو فقرے
ایسے کہے ۔ کہ حضرت عثمان کو اسلام قبول کرنے
میں جو تھوڑی بہت جھجک تھی ۔ وہ بھی جاتی
رہی ۔ اور انہوں نے فوراً کلمہ پڑھ کے اسلام
قبول کر لیا ۔ حضرت عثمان نے نبوت کے پہلے
ہی سال اسلام قبول کیا ۔ اس وقت تک مسلمانوں
کی تعداد پینتیس چھتیس سے زیادہ نہیں تھی ۔
اُنہیں اسلام قبول کئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ
ہوا تھا ۔ کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا بیاہ اُن سے کر
دیا ۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد اُنہیں ایک
دن بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا ۔ اُن کا گھرانا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اگرچہ بڑا طاقتور تھا - پھر وہ خود بھی بڑے دولت مند شخص تھے - اور سب لوگ اُن کی عزت کرتے تھے - لیکن اُن کے اسلام قبول کرنے کے بعد پرائے تو پرائے اپنے بھی خون کے پیاسے ہو گئے - اُمیہ کے گھرانے کے لوگ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کرنے اور مسلمانوں کو دُکھ دینے میں آگے آگے نظر آتے تھے - اُنہیں یہ بات کیونکر گوارا ہو سکتی تھی - کہ خود اُن کے خاندان کا کوئی شخص ایک ہاشمی کو نبی مان لے - اور اپنے سارے خاندان سے کٹ کے رہ جائے - اس لئے وہ حضرت عثمان سے سخت ناراض تھے - ایک دفعہ اُن کے چچا حکم بن العاص نے اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ کے اُنہیں پیٹا اور پھر قید کر دیا - اس واقعہ کے بعد خاندان کے لوگوں نے ایسی سختی شروع کی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ اُن کے لئے مکّہ میں رہنا مشکل ہو گیا۔
آخر وہ رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے
حضرت رقیہؓ کو ساتھ لے کے حبشہ چلے گئے۔
یہ مُلک عرب کے ساحل کے سامنے واقع ہے
دونوں مُلکوں کے درمیان صرف ایک سمندر حائل
ہے۔ جسے بحیرۂ قلزم کہتے ہیں۔ حبشہ کا
بادشاہ جس کا لقب نجاشی تھا۔ عیسائی مذہب
کا پیرو تھا۔ اور اُس نے مُلک کے لوگوں
کو بڑی مذہبی آزادی دے رکھی تھی۔
حضرت عثمانؓ کے حبشہ پہنچنے کے بعد بہت
سے اور مسلمان بھی مکّہ سے ہجرت کر کے حبشہ
چلے گئے۔ قریش نے بڑی کوششیں کیں۔
کہ کسی طرح نجاشی مُسلمانوں کو اُن کے حوالے
کر دے۔ لیکن نجاشی نے صاف انکار کر
دیا۔ اور یہ مسلمان جنہیں وطن میں آرام نہ ملا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تھا۔ امن کی زندگی بسر کرنے لگے۔

حضرت عثمان حبشہ میں کتنی برس رہے۔ یہاں اگرچہ بڑا اطمینان نصیب تھا۔ پھر بھی وطن کی یاد کبھی کبھی بے چین کر دیتی تھی۔ ایک دفعہ خبر اڑی کہ سارے قریش نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عثمان اور بعض دوسرے مسلمانوں نے اس خبر پر یقین کر لیا۔ اور مکہ روانہ ہو گئے۔ یہاں پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ قریش کا اسلام لانا درکنار ان کا ظلم پہلے سے بھی بڑھ گیا تھا۔ جو مسلمان حضرت عثمان کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے۔ وہ تو کچھ روز مکہ میں رہ کے واپس چلے گئے۔ لیکن حضرت عثمان پھر حبشہ نہ گئے۔ انہیں دنوں مدینہ سے کچھ لوگ مکہ آئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ اگلے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سال کچھ اور لوگ آئے۔ رسولِ خدا نے اُن
کے ساتھ اپنے ایک صحابی حضرت مصعب
کو مدینہ بھیجا۔ اُن کی کوششوں سے بہت
سے لوگ جن میں قبیلہ اوس کے سردار سعد
بن معاذ بھی تھے۔ مسلمان ہو گئے۔ سال بھر
کے بعد مدینہ کے بہتر آدمی جن میں عورتیں
بھی تھیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
اور عرض کی۔ کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیے
آپ خود تو نہیں گئے۔ البتہ صحابہ کو مدینہ
جانے کی اجازت دے دی۔ اب مسلمان
ایک ایک کر کے مدینہ جانے لگے۔ حضرت
عثمان بھی اپنے بال بچوں کو لے کے مدینہ
روانہ ہوئے اور حضرت اوس بن ثابت کے
ہاں مہمان ٹھہرے۔ جب سارے مسلمان مدینہ جا
چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صدیق کو ساتھ لے کے ہجرت کی ۔ حضرت علی کو آنحضرت صلعم لوگوں کی امانتیں لوٹانے کے لئے مکہ ہی میں چھوڑ آئے تھے ۔ چنانچہ وہ سب سے اخیر مدینہ پہنچے ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مدینہ میں

ہجرت کے وقت حضرت عثمان کی عمر ۴۷ برس کی تھی ۔ مدینہ میں وہ حضرت اوس بن ثابت کے ہاں آ کے اُترے تھے ۔ اوس بن ثابت کا گھرانا مدینہ میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ۔ اُن کے ایک بھائی حسّان بن ثابت مشہور شاعر تھے ۔ دوسرے بھائی زیدؔ بن ثابت کا شمار بھی اونچے درجہ کے صحابہ میں ہوتا تھا ۔ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے ۔ وہ مہاجر کہلاتے تھے ۔ مدینہ کے لوگ جنھوں نے اُن کی مدد کی تھی ۔ انصار کے لقب سے مشہور تھے رسولِ خدا نے مدینہ پہنچ کے مہاجرین اور انصار کو بلایا ۔ پھر ایک ایک مہاجر اور ایک

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک انصاری کو بُلا کے فرمایا - کہ تُم دونوں بھائی بھائی ہو - حضرت عثمان کو حضرت اوس بن ثابت کا دینی بھائی بنایا گیا تھا - دونوں نے یہ بھائی چارہ خُوب نبھایا -

حضرت عثمان مکہ میں بھی تجارت ہی کرتے تھے مدینہ پہنچ کے بھی اُنہوں نے تجارت ہی کی طرف توجہ کی - یہاں اُن کے کاروبار نے بڑی ترقی کی - اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ عرب میں سب سے زیادہ دولت مند شخص سمجھے جانے لگے - لیکن حضرت عثمان ایسے لوگوں میں سے نہیں تھے - جو اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کے روپیہ جمع کرتے ہیں - اور کیسی ہی ضرورت کیوں نہ آ پڑے - روپیہ خرچ نہیں کرتے - حضرت عثمان اچھا کھاتے تھے - اچھا پہنتے تھے روپیہ پیسے سے اپنے عزیزوں - رشتہ داروں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے تھے - اور
مسلمانوں کی مدد کا کوئی موقع آ پڑتا تھا - تو
اس طرح جی کھول کے خرچ کرتے تھے کہ حیرت
ہوتی تھی - انہیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ
آئے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے - کہ
پانی کا توڑا پڑ گیا - شہر بھر میں صرف ایک
کنواں تھا - جس کا پانی پینے کے لائق تھا -
اس کا مالک ایک یہودی تھا - جو دام لئے
بغیر کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیتا تھا - حضرت
عثمان نے اس کنوئیں کو خرید لینا چاہا - یہودی
پہلے تو اس بات پر آمادہ ہی نہیں ہوتا تھا -
بڑی مشکل سے بارہ ہزار درہم یعنی ہمارے ملک
کے سکہ کے حساب سے کوئی ڈھائی تین ہزار
روپے پر کنوئیں کا آدھا حق بیچنے پر آمادہ
ہوا - حضرت عثمان نے بارہ ہزار درہم میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

آدھا کنواں خرید لیا - اور یہ شرط قرار پائی - کہ ایک دن حضرت عثمان کی باری ہوگی - اور ایک دن یہودی کی - جس روز حضرت عثمان کی باری ہوتی تھی مسلمان اتنا پانی بھر کے رکھ لیتے تھے - جو انہیں دو دن کے لئے کافی ہوتا تھا - یہودی نے جب دیکھا کہ کنوئیں سے اب پہلی سی آمدنی نہیں رہی - باقی کا آدھا حصہ بھی بیچنے پر آمادہ ہو گیا - حضرت عثمان نے اُسے بھی آٹھ ہزار درہم میں خرید کے سارا کنواں مسلمانوں کو دے ڈالا - اب کوئی روک ٹوک نہ رہی - جس کا جی چاہتا اس کنوئیں سے پانی بھرتا تھا - اس کنوئیں کا نام بیر رومہ تھا - اور اسے خریدنے پر حضرت عثمان کو بیس ہزار درہم یعنی آج کل کے حساب سے کوئی ساڑھے چار ہزار روپئے خرچ کرنے پڑے تھے -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لاتے۔ تو پہلے قبا میں ٹھہرے۔ جو مدینہ کے پاس ایک چھوٹی سی بستی ہے اور یہاں ایک مسجد بنائی پھر مدینہ پہنچے۔ تو یہاں ایک اور مسجد کی تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کے ساتھ ہی رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے کنبہ کے لوگوں کے رہنے کے لئے حجرے بنائے گئے۔ یہی مسجد ہے جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اسلام تیزی سے پھیلنے لگا اور مسجد میں نمازیوں کے لئے جگہ نہ رہی۔ تو رسُول خدا نے چاہا۔ کہ پاس کی زمین کا ایک ٹکڑا خرید کے مسجد کو کشادہ کیا جائے۔ اس موقع پر بھی حضرت عثمان کی دولت ہی مسلمانوں کے کام آئی یعنی زمین خریدنے پر جتنا روپیہ خرچ ہوا۔ وہ انہوں نے اپنے پاس سے ادا کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہجرت کے بعد کافروں سے جو لڑائیاں ہوئیں ۔ اُن میں بھی حضرت عثمان شریک تھے ۔ البتہ بدر کے معرکہ میں شریک نہ ہو سکے ۔ کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کے کافروں سے لڑنے کے لئے بدر کی جانب چلے ۔ تو حضرت عثمان کی بیوی حضرت رُقیہ جو آنحضرت صلعم کی صاحبزادی تھیں ۔ سخت بیمار تھیں ۔ آنحضرت نے اُن کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان کو مدینہ میں چھوڑا ۔ جس روز حضرت رُقیہ نے وفات پائی ، اُسی روز خبر آئی ۔ کہ بدر میں مسلمانوں نے کافروں پر فتح پائی ۔ حضرت عثمان کو ایک تو بیوی کی وفات کا بڑا صدمہ تھا ۔ اس پر اس بات کا بھی بڑا افسوس تھا ۔ کہ جہاد کے ثواب میں شریک نہ ہو سکے ۔ رسُولِ خدا نے اُنہیں تسلی دی ۔ اور فرمایا ۔ کہ تم بہت بڑا فرض ادا کرنے میں مصروف تھے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تھے۔ اس لئے بدر کی لڑائی میں حصّہ نہیں لے سکے لیکن جہاد کے ثواب میں تم بھی شریک ہو۔ کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے اُن کا نکاح کر دیا۔

اُحد کی لڑائی میں پہلے تو مسلمانوں نے دشمن کو شکست دے کے بھگا دیا تھا۔ لیکن جن تیراندازوں کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُحد کی گھاٹی پر مقرر کر دیا تھا۔ دشمن کو بھاگتا دیکھ کے اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ اور قریش کے ایک دستے نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کے دشمن کی فوج پلٹ پڑی۔ اور مسلمان اُسے روک نہ سکے۔ ساتھ ہی یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم شہید ہو گئے یہ خبر سُن کے بعض مسلمان تو تلواریں سونت کے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دشمن کی صفوں میں جا گھسے ۔ بعض ہتھیار پھینک پھینک کے بیٹھ گئے ۔ کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ حضرت عثمان بھی اُنہیں لوگوں میں سے تھے ۔

اُحد کے بعد خندق کی لڑائی پیش آئی ۔ یعنی یہودی اور قریش مل کے مدینہ پر چڑھ آئے۔ حملہ آور فوج دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی ۔ اور مدینہ سے باہر نکل کے اُس کا مقابلہ مشکل معلوم ہوتا تھا ۔ اس لئے مدینہ کے گرد ا گرد ایک خندق کھدوائی گئی ۔ خندق کی حفاظت کرنے میں حضرت عثمان بھی شریک تھے ۔ کافر مہینہ بھر تک مدینہ کو گھیرے رہے ۔ آخر اُنہیں محاصرہ اُٹھا لینا پڑا ۔

ہجرت کے چھٹے برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے ۔ اس سفر میں چودہ سو صحابی شریک تھے ۔ حدیبیہ کے مقام

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پر جہاں سے مکہ صرف ایک منزل تھا - پہنچے تو معلوم ہوا - کہ قریش مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے - آنحضرت نے حضرت عثمان کو ایلچی بنا کے بات چیت کرنے بھیجا - قریش نے انہیں نظر بند کر لیا - لیکن حدیبیہ میں یہ افواہ اُڑ گئی - کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے صحابہ سے عہد لیا کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لینے کیلئے اپنی جانیں نثار کر دیں گے - چونکہ اس موقع پر حضرت عثمان موجود نہیں تھے - اس لئے آنحضرت صلعم نے اُن کی طرف سے خود اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کے بیعت کی - یہ بیعت ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے لی گئی تھی اس لئے بیعت الشجرہ کہلاتی ہے - اسے بیعت رضوان بھی کہتے ہیں - کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ پر قرآن میں خوشی ظاہر کی ہے ۔

خیبر کی لڑائی ۔ مکہ کی فتح ۔ حنین کی جنگ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مشہور واقعات ہیں ۔ ان معرکوں میں حضرت عثمان بھی شریک تھے ۔

ہجرت کے نویں برس یہ خبر مشہور ہوئی ۔ کہ رُوم کا بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا ۔ کہ دشمن کے ملک میں پہنچ کے اُسے روکا جائے ۔ ان دنوں عرب میں قحط پڑا ہوا تھا ۔ فوج کی تیاری میں بڑی مشکلیں پیش آئیں ۔ پھر بھی مسلمانوں نے اپنی اپنی ہمت کے مطابق اُونٹ گھوڑے اور روپیہ دیا ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چالیس ہزار درہم دیئے ۔ حضرت عثمان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نے ایک ہزار اُونٹ ستر گھوڑے اور رسد کے
سامان کے لئے ایک ہزار دینار نقد پیش کئے۔
مسلمانوں کا لشکر جب تبوک پہنچا۔ جو مدینہ سے
چودہ منزل کے فاصلہ پر ہے۔ تو معلوم ہوا۔
کہ عیسائیوں کے حملہ کی خبر غلط تھی۔ چنانچہ رسُول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہیں سے واپس چلے آئے۔
اگلے برس رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے
گئے۔ اس موقع پر بھی حضرت عثمان آپ کے
ساتھ تھے۔ حج سے واپس آنے کے بعد تھوڑا ہی
عرصہ ہوا تھا۔ کہ رسُولِ خدا بیمار ہوئے۔ اور
کچھ دن بیمار رہنے کے بعد اپنے مولا سے جا ملے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پہلے دو خلیفوں کے زمانے میں

حضرت عثمانؓ کا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ میں ہوتا تھا۔ اُنھوں نے نبوّت کے پہلے برس اسلام قبول کیا۔ اور اسلام کی خاطر بڑی مصیبتیں بھی اُٹھائیں۔ اپنے کنبہ کے لوگوں کا ظلم برداشت کیا۔ دو بار گھر سے بے گھر ہوئے یعنی پہلے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ وہاں سے واپس آئے۔ تو مکّہ چھوڑ کے مدینہ آنا پڑا، پھر زندگی بھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور دین کی خدمت کے لئے جب روپیہ خرچ کرنے کا موقع آیا۔ اُنھوں نے خوب جی کھول کے روپیہ خرچ کیا۔ وہ وحی کے کاتب بھی تھے۔ یعنی جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

آنحضرت صلعم اُنہیں بلا کے لکھوا دیا کرتے تھے۔
حضرت عثمان اگرچہ بڑے دولتمند شخص تھے،
لیکن اُنہیں جو عزت نصیب تھی۔ وہ دولت کی
وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنی نیکی پرہیزگاری اور اسلامی
خدمتوں کی وجہ سے اُنہیں قدر اور عزت کی
نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ صحابہ میں وہی لوگ
اونچا درجہ رکھتے تھے۔ جو شروع شروع میں
اسلام لائے یا رسولِ خدا کی خدمت میں زیادہ
عرصہ تک رہے۔ یا جنہیں اسلام کی خاطر مصیبتیں
اُٹھانے اور لڑائیوں میں جاں نثاریاں کرنے کا
موقع ملا۔ اور حضرت عثمان میں یہ خوبیاں موجود
تھیں۔ اس لئے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد
جب حضرت ابوبکر خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو وہ بھی
حضرت عثمان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اور جب
کبھی اہم معاملہ کے متعلق مشورہ کرنا ہوتا تھا۔ تو

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اُنہیں بھی شریک کر لیا کرتے تھے۔

سوا دو برس خلیفہ رہنے کے بعد حضرت ابوبکر نے وفات پائی۔ موت سے پہلے اُنہوں نے وصیّت لکھوانی چاہی۔ تو حضرت عثمان کو وصیت لکھنے کے لئے بلوایا۔ چند فقرے لکھوائے تھے۔ کہ کمزوری کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ حضرت عثمان کو معلوم تھا۔ کہ حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے اپنی طرف سے عبارت پوری کر دی۔ حضرت ابوبکر کو ہوش آیا۔ تو پوچھا تم نے کیا لکھا ہے۔ حضرت عثمان نے عبارت پڑھ کے سُنا دی۔ جب عمرؓ کا نام آیا۔ تو حضرت ابوبکر بہت خوش ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں بھی حضرت عثمان اُن کے خاص مشیروں میں شامل رہے حضرت عمرؓ اُن لوگوں کی بڑی عزت کرتے تھے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جو شروع شروع میں مسلمان ہوئے تھے - یا جنہوں نے آنحضرت صلعم کی زندگی میں بڑی بڑی خدمتیں انجام دی تھیں - چنانچہ اُنہوں نے مسلمانوں کے وظیفے مقرر کرنے کا ارادہ کیا - تو اُن کی درجہ بندی بھی اسی لحاظ سے کی - یعنی جو لوگ بدر کی لڑائی میں شامل تھے - اُنہیں سب سے زیادہ وظیفہ دیا - اُن کے بعد اُن لوگوں کا درجہ تھا جو جنگِ اُحد میں شریک تھے - اُن کے بعد دوسرے لوگوں کا درجہ آتا تھا - اس لئے وہ بھی حضرت عثمان کی بڑی عزّت کرتے تھے - اور اُن کی خدمتوں کی وجہ سے اُنہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے -

ساڑھے دس برس خلافت کرنے کے بعد جب ایک پارسی غلام کے خنجر نے حضرت عمرؓ کو گھائل کیا - اور اُن کے زندہ بچنے کی کوئی اُمید نہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

رہی ۔ تو لوگوں کے اصرار سے اُنہوں نے اپنی جانشینی کیلئے صحابہ یعنی علیؓ۔ عثمانؓ ۔ زبیرؓ ۔ طلحہؓ سعد بن وقاصؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نام تجویز کئے ۔ اور کہا کہ اِن چھ بزرگوں میں سے جس کے حق میں زیادہ رائیں ہوں اُسے خلیفہ بنا لیا جائے ۔

حضرت عمر کی وفات کے بعد دو دن اُن کی جانشینی کے سوال پر بحث ہوتی رہی ۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا ۔ آخر بڑی بحث کے بعد یہ طے پایا ۔ کہ تین صحابہ یعنی حضرت علیؓ ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف میں سے کسی کو خلیفہ بنایا جائے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنا نام واپس لے لیا ۔ اور کہا ۔ اب ہیں اِن دو بزرگوں یعنی حضرت علی اور حضرت عثمان میں سے کسی کو اپنا خلیفہ چُننا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہے ۔ پھر اُنہوں نے اِن دونوں سے الگ الگ
مِل کے کہا ۔ کہ آپ یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں
دونوں نے یہ بات مان لی ۔ حضرت عبدالرحمٰن
بن عوف نے حضرت عثمان کے حق میں رائے
دی ۔ اور مسلمانوں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت
کر لی ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عثمانؓ کی خلافت

حضرت عثمانؓ کو جب خلافت ملی ۔ تو اُن کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی ۔ خلافت پانے کے بعد تقریر کرنے کھڑے ہوئے تو کانپنے لگے ۔ اور چند فقرے کہہ کے منبر سے اُتر آئے ۔ اصل میں وہ تقریر اچھی نہیں کر سکتے تھے ۔ البتہ لکھتے خوب تھے ۔ چنانچہ اُن کے خطوں کے جو نمونے ہاتھ آئے ہیں ۔ اُن میں بڑا زور اور بلا کی روانی ہے ۔

خلیفہ مقرر ہونے کے بعد انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ صوبوں کے حاکموں کے نام خط لکھے ۔ جن کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ رعایا کے آقا نہیں ۔ بلکہ صرف اُس کے نگہبان ہو ۔ جہاں تک بن

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پڑے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس بات کا خیال رکھو۔ کہ کہیں انصاف کے راستے سے اِدھر اُدھر نہ ہو جاؤ۔ بیت المال کی آمدنی اور خرچ کے معاملہ میں بڑی دیانتداری سے کام لینا چاہیئے۔ ذمّی یعنی وہ غیر مُسلم جو مسلمانوں کی پناہ میں آگئے ہیں۔ اُن سے وہی سلوک کرو۔ جو مُسلمانوں سے کرتے ہو۔ دشمن سے لڑائی کی حالت میں بھی تم نے جو وعدہ کر لیا ہے۔ اُسے ضرور پورا کرو۔ چاہے ایسا کرنے میں تمہیں کتنا ہی نقصان کیوں نہ اُٹھانا پڑے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں بیت المال سے اپنا اور اپنے کُنبے کا خرچ پُورا کرنے کے لیے وظیفہ لیتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان نے اپنے لئے کوئی وظیفہ مقرر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بڑے دولت مند شخص تھے۔ اور اُنہیں وظیفہ کی ضرورت نہیں تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب مسجد نبوی کو وسیع کرنے کے لیئے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا گیا۔ تو اُس کی قیمت حضرت عثمان نے ادا کی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد اُنہیں خیال آیا۔ کہ مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے۔ لیکن جن لوگوں کے مکان مسجد کے آس پاس تھے۔ وہ معاوضہ لے کے یہ مکان دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عثمان نے کئی تدبیریں کیں۔ لیکن یہ لوگ راضی نہ ہوئے۔ اِسی طرح کئی برس یونہی گزر گئے آخر حضرت عثمان نے جمعہ کے روز بڑے زور کی تقریر کی۔ جس میں نمازیوں کی کثرت اور مسجد کی تنگی کی جانب لوگوں کو توجہ دلائی گئی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تھی - اِس تقریر کا ایسا اثر ہوا - کہ لوگوں نے خوشی سے اپنے مکان مسجد کے لئے دے دیئے - اب مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور دس مہینے میں اینٹ چونے اور پتھر کی ایک عالیشان عمارت بن کے تیار ہوئی - حضرت عثمان نے مسجد کی تعمیر کا سارا کام اپنی نگرانی میں کرایا تھا - نئی عمارت بڑی مضبوط اور خوشنما تھی - اس کے علاوہ لمبائی میں پُرانی عمارت سے پچاس گز زیادہ تھی - البتہ چوڑائی اتنی کی اتنی ہی رہی -

حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے زمانے میں بہت سی عمارتیں بھی بنوائیں - نہریں اور بند چشمے اور سرائیں بھی تعمیر کرائیں - پُرانے نظام میں کہیں کہیں تبدیلیاں بھی کیں - حکومت پھیلتی جاتی تھی - اُس کی ضرورتیں بھی بڑھتی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جاتی تھیں۔ ہر صوبہ میں سرکاری دفتروں کے لئے عمارتوں کی ضرورت تھی ۔ یہ عمارتیں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے ہی میں بنیں۔ بہت سے پل سڑکیں۔ مسجدیں اور مہمان خانے بھی تعمیر ہوئے ۔ کوفہ میں کوئی مہمان خانہ نہیں تھا ۔ حضرت عثمان نے ایک بہت بڑا مہمان خانہ بنوا دیا ۔ مدینہ سے چوبیس میل دور نجد کو جانے والی سڑک پر ایک سرائے بنوائی جس کے پاس ایک چھوٹا سا بازار اور میٹھے پانی کا ایک کنواں بھی تھا ۔ مدینہ میں کبھی کبھی خیبر کی جانب سے سیلاب آیا کرتا تھا ۔ جس سے شہر کی آبادی کو سخت نقصان پہنچتا تھا ۔ حضرت عثمان نے مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بند باندھا ۔ اور ساتھ ہی ایک نہر کھود کے سیلاب کا رُخ پھیرنے کا انتظام

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کر دیا - فوجی چھاونیاں تو حضرت عمرؓ ہی کے زمانے میں قائم ہو چکی تھیں - لیکن حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب اور ملک فتح ہوتے تو کئی نئی چھاونیاں بنیں - جن میں فوج کے علاوہ تیز رفتار گھوڑے اور جنگی سامان موجود رہتا تھا - اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ نے سارے ملکوں میں اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کا بہت اچھا انتظام کیا - یعنی جگہ جگہ چراگاہیں بنوائیں - خود مدینہ کے گرد بڑی بڑی چراگاہیں تھیں - جن میں سے صرف ایک چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے -

حضرت عمرؓ نے شام کے ملک کو تین صوبوں میں بانٹا تھا - حضرت عثمانؓ نے ان تینوں صوبوں کو ملا کے ایک صوبہ بنا دیا - پہلے صوبہ کا حاکم ملک کے انتظام کے ساتھ فوج کی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

افسری بھی کرتا تھا ۔ حضرت عثمان نے ہر صوبہ میں ایک شخص کو افسر مقرّر کیا ۔ جس کے ہاتھ میں ساری فوج کی باگ ہوتی تھی ۔ اسلامی سلطنت بہت پھیلی ہوئی تھی ۔ بعض علاقے مدینہ سے مہینوں کے راستہ پر تھے ۔ پھر بھی حضرت عثمان کو سلطنت کے دُوسرے حصّوں کے حالات کی بڑی ٹوہ رہتی تھی ۔ جمعہ کے روز لوگوں سے خبریں پُوچھتے ۔ اور اُن کی باتیں غور سے سنتے ۔ حج کے موقع پر جب ملکوں ملکوں کے لوگ جمع ہوتے تھے ۔ جس شخص کو کسی حاکم سے شکایت ہوتی تھی ۔ بیان کر دیتا تھا ۔ اس موقع پر اکثر صوبوں کے حاکم بھی جمع ہوتے تھے ۔ اِس لئے شکایت کی تحقیقات آسانی سے ہو سکتی تھی ۔

حضرت عثمان کے زمانے میں اگرچہ بہت سے نئے علاقے بھی فتح ہوئے ۔ نئی عمارتیں بھی بنوائی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

گئیں ۔ لیکن سچ پوچھو تو حضرت عثمان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے ۔ کہ اُنہوں نے قرآن کی نقلیں کرا کے مختلف صوبوں میں بھیج دیں ۔ تاکہ مسلمان قرآن پڑھتے وقت زیر زبر کی غلطیوں سے بچے رہیں ؂

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

افریقہ اور آرمینیا کی لڑائیاں

ایران - عراق - شام، مصر - آذربائیجان اور آرمینیا حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہو چکے تھے - آذربائیجان کے لوگوں نے جب سنا - کہ حضرت عمرؓ نے وفات پائی - تو انہوں نے بغاوت کر دی - ولید بن عقبہ نے جو عراق کے حاکم تھے - اُن کے مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں - آذربائیجان کے باغیوں نے شکست کھائی - اور پھر اطاعت قبول کر لی -

آرمینیا میں دو سردار حبیب بن مسلمہ اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ مدتوں لڑتے رہے تھے - عبدالرحمٰن ایک لڑائی میں شہید ہو گئے - اور آرمینیا کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا - حضرت عثمان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نے حبیب بن مسلمہ کو فوج دے کے بھیجا - اور عبدالرحمٰن کے بھائی سلمان کو اُن کے ساتھ کر دیا - اِن بہادروں نے آرمینیا اور قفقاز کو نئے سرے سے فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کر لیا - جن دنوں حبیب بن مسلمہ آرمینیا میں لڑ رہے تھے - اُنہیں خبر ملی - کہ آرمینیا کا ایک بڑا سردار جس کا نام موریان ہے - بہت بڑا لشکر لے کے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے آ پہنچا ہے حبیب کے پاس فوج کم تھی - اس لئے ارادہ کیا - کہ رات کے وقت موریان کے لشکر پر چھاپہ مارنا چاہیئے - اُن کی بیوی نے جن کا نام اُمِ عبداللہ تھا - اُنہیں ہتھیار لگاتے دیکھ کے پُوچھا - کہ آپ اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا - آج تک یا تو موریان کے خیمہ تک پہنچوں گا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یا اللہ کے راستے میں اپنی جان نثار کر دوں گا۔
چنانچہ حبیب بن سلمہ بہادر سپاہیوں کا ایک دستہ
لے کے چلے۔ اور موریان کی فوج پر اس طرح
گرے کہ ایک ہی حملہ میں ہزاروں کا کھیت
ڈال دیا۔ اب انہوں نے موریان کے خیمے کا رخ
کیا اور کچھ سپاہیوں کو جن کی عمریں تلواریں
مارتے گزر گئی تھیں۔ ساتھ لے کے فوج کو
چیرتے ہوئے خیمے کی طرف بڑھے۔ خیمہ کے
سامنے ایک سوار کی پرچھائیں سی نظر آئی۔ اُس
کا چہرہ تو دکھائی نہیں دیتا تھا۔ لیکن اس کے
رنگ ڈھنگ سے حبیب بن مسلمہ نے آتنا پہچانا
کہ کوئی مسلمان سپاہی ہے۔ حیرت ہوئی۔ کہ
یہ کون بہادر ہے۔ جو ہم سے پہلے یہاں
آ پہنچا ہے۔ پاس پہنچ کے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اُن کی بیوی اُمِّ عبداللہ پورے ہتھیار

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لگائے ہاتھ میں بھالا لئے موریاں کے خیمے کے سامنے کھڑی ہیں۔

اس لڑائی میں آرمینیا والوں کو ایسی شکست ہوئی۔ کہ اُن میں لڑنے کی ہمت باقی نہ رہی۔ آخر مجبور ہو کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور آرمینیا کے پہاڑی قلعوں۔ شہروں اور وادیوں پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ سلمان بن ربیعہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرح آرمینیا کے معرکوں میں بڑی جانثاریاں کی تھیں۔ اس لئے حضرت عثمان نے اُنہیں اس علاقے کا حاکم مقرر کیا۔

فارس اور خراسان میں بھی بغاوتیں ہوئیں اور مدت تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن آخر مسلمانوں نے باغیوں کو دبا لیا۔ اور اُنہیں ہتھیار ڈال دینے کے سوا اور کوئی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چارہ نظر نہ آیا۔ اسی زمانے میں ایک بہادر سردار احنف بن قیس جنہوں نے خراسان کے باغیوں کو نیچا دکھانے میں بڑا حصہ لیا تھا۔ مشرقی ترکستان کے بادشاہ سے جا ٹکرائے اور اُسے شکست دے کے بھگا دیا۔ پھر بلخ کی طرف بڑھے۔ اور اُسے فتح کر کے لوٹے۔

در اصل ایران میں آئے دن جو فتنے اُٹھتے رہتے تھے اُس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایران کا بادشاہ یزدگرد ابھی تک زندہ تھا۔ اگرچہ باپ دادا کا مُلک اُس کے قبضہ سے نکل چکا تھا۔ لیکن ابھی اُسے یہ اُمید سہارا دیئے چلی جاتی تھی کہ ایک نہ ایک دن پھر ایران پر اُس کا قبضہ ہوگا۔ کبھی وہ ترکستان کے حاکموں کو اُبھار کے مسلمانوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کے مقابلہ پر کھڑا کر دیتا تھا - کبھی اُس
کے اشارے سے سرحدی علاقوں کے لوگ
بغاوت پر آمادہ ہو جاتے تھے - ایک دفعہ
اُس نے چین اور ترکستان کے بعض سرداروں
کو ساتھ لے کے سیستان پر حملہ کر دیا لیکن
شکست کھائی اور بھاگا - اس حالت نے
ترکستان کے ایک سردار نے اُسے بُلا بھیجا -
اور بڑے دعوے کیئے کہ اگر آپ تشریف لے
آیئں - تو ہیں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے
لیئے بہت بڑی فوج آپ کے ساتھ کر دوں گا
لیکن یزدگرد سمجھ گیا - کہ ترک سردار کی نیت
میں فتور ہے - وہ مجھے مسلمانوں کے حوالے
کر دینا چاہتا ہے - چنانچہ جان بچا کے بھاگ
کھڑا ہوا - یہ حال دیکھ کے اُس کے پرانے
رفیقوں نے جواب تک رفاقت کا حق ادا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کر رہے تھے - آنکھیں پھیر لیں - اور یزد
جرد اکیلا رہ گیا - ایک دن دریائے مرغاب
کے کنارے اکیلا چلا جا رہا تھا - کہ ایک
پن چکی نظر آئی - سوچا یہاں گھڑی دو گھڑی
سستا لوں - اگرچہ یزد گرد کی حالت بڑی
خستہ تھی - پھر بھی بڑا قیمتی لباس پہنے ہوئے
تھا - گلے میں موتیوں کی مالا تھی - انگلیوں میں
انگوٹھیاں - جن میں ہیرے کے نگینے چمک رہے
تھے - یہ چیزیں دیکھ کے پن چکی والے کے
منہ میں پانی بھر آیا - یزد گرد کو قتل کر
کے اس کا لباس اتار لیا - اور لاش کو دریا
میں ڈال دیا - یزد گرد کے مارے جانے کی
وجہ سے بغاوتوں کا سلسلہ رک گیا - اور سرحدی
علاقوں کے جو ایرانی سردار اسے پھر تخت پر
بٹھانے کی آرزو میں آئے دن فتنے اٹھاتے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

رہتے تھے - وہ مایوس ہو کے بیٹھ گئے -
حضرت عثمان کی حکومت کے زمانے میں اور
بھی کئی علاقے فتح ہوئے - ادھر مسلمان ایران سے
زور دے کے بڑھے - تو کابل تک سارا علاقہ
فتح کر ڈالا - اور ہندوستان کی شمال مغربی سرحد
تک پہنچ گئے - اُدھر مصر میں قدم جما کے
آس پاس کے علاقوں پر حملے شروع کئے -
اور شمالی افریقہ کے وہ سارے علاقے فتح
کر ڈالے - جو طرابلس مراکش اور الجزائر (الجیریا)
کہلاتے ہیں - اِن لڑائیوں میں اگرچہ اسلامی فوج
کے سردار عبداللہ بن سعد تھے - جو عمرو بن
العاص کی جگہ مصر کے حاکم مقرر ہوئے تھے - لیکن
شمالی افریقہ کو فتح کرنے میں ایک نوجوان
بہادر حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوام کے
فرزند تھے -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

طرابلس کی لڑائیوں میں برقہ کے معرکے خاص طور پر بہت مشہور ہیں - اس زمانے میں اس علاقے پر بھی رومیوں کی حکومت تھی - اور گریگوری جسے عرب جرجیر کہتے تھے - قیصر روم کی طرف سے اس علاقے کا حاکم تھا - اسے جب خبر ملی - کہ مسلمان برقہ کے شہر پر حملہ کرنے کے ارادے سے بڑھے چلے جاتے ہیں - تو رومی عیسائیوں اور بربر کے علاقے کے وحشیوں کی ایک فوج لے کے مقابلہ پر بڑھا - اس فوج میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی تھے - اور مسلمان ان سے گنتی میں بہت کم تھے - گرمی کا موسم تھا - زمین سے شعلے نکلتے تھے آسمان سے آگ برستی تھی - اسلئے مسلمانوں نے یہ قاعدہ مقرر کر لیا تھا - کہ پچھلے پہر جب صبح کا نور رات کے اندھیرے پر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چھاپا مارتا - رومیوں کے لشکر پر جا پڑتے - اور خاصا دن چڑھ آتا - دھوپ لگتی - تو درختوں میں آ کے کمریں کھول دیتے - اس زمانے کی لڑائیوں کا قاعدہ تھا - کہ فوج کا جھنڈا سپہ سالار کے ہاتھ میں ہوتا تھا - وہ علم لئے جدھر جھکتا - ساری فوج ہی اُدھر جھک پڑتی - عبداللہ بن سعد کا یہ حال تھا - کہ اگلی صف میں کھڑے ہو کے لڑتے تھے - اور علم لے کے جس طرف جا پڑتے تھے صفوں کو اُلٹ کے رکھ دیتے جرجیر نے اُن کی زبردستیاں دیکھیں تو اپنی فوج میں پکار کے کہہ دیا کہ جو شخص مسلمان سردار کا سر کاٹ کے لائے گا - اُسے میں ایک لاکھ اشرفی انعام دوں گا - اور اسی کے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کروں گا - اب سارے عیسائی شہسوار عبداللہ بن

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سعد کی تاک میں رہنے لگے ۔ وہ جس طرف بڑھتے ۔ ساری رومی فوج اُسی طرف جھک پڑتی دوسرے مسلمان سرداروں نے جب یہ دیکھا ۔ تو عبداللہ بن سعد کو یُوں آگے بڑھ کے لڑنے سے روکا اور خود بڑھ کے فوج کو لڑانے لگے۔

حضرت عثمان کو برابر خبریں پہنچ رہی تھیں۔ جب اُنہیں معلوم ہوا ۔ کہ برقہ میں عیسائیوں نے بہت بڑی فوج جمع کی ہے ۔ تو عبداللہ بن سعد کو میدان میں نہ دیکھا ۔ تو پُوچھا کہ عبداللہ کہاں ہیں ۔ لوگوں نے سارا حال سُنایا ۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا ۔ ہماری طرف سے منادی کردو ۔ کہ جو شخص جرجیر کو قتل کرے گا ۔ اُسے ایک لاکھ اشرفی انعام ملے گی ۔ ساتھ ہی اُسے ملک کا حاکم بنایا جائے گا ۔ اور جرجیر کی بیٹی سے اُس کا بیاہ کر دیا جائے گا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE .

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مسلمانوں کا پلہ اگرچہ شروع سے بھاری
نظر آتا تھا۔ لیکن عیسائیوں کو برقہ کے قلعہ کا
بڑا سہارا تھا۔ جب مسلمانوں کے سامنے قدم جمانا
مشکل نظر آتا تھا۔ قلعہ میں جا بیٹھتے۔ اور
تیروں کا مینہ برسا دیتے۔ ایک دن دھوپ
تیز ہو چلی تھی۔ دونوں فوجیں پلٹنے کو تھیں۔
کہ عبداللہ بن زبیر ایک چھوٹا سا دستہ لے
کے بجلی کی طرح رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور
صفیں توڑتے ہوئے اُس جگہ جا پہنچے۔ جہاں
جرجیر کھڑا فوج کو لڑا رہا تھا۔ عبداللہ بن
زبیر نے اُسے للکارا، اور تیسرے وار میں
اُس کا سر کاٹ لیا۔ سردار کے مرتے ہی
فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور برقہ بڑی
آسانی سے فتح ہو گیا۔

اب جرجیر کے قاتل کی تلاش ہوئی۔ عبداللہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بن سعد ایک ایک سے پُوچھتے تھے ۔ کہ جرجیر کو کس نے قتل کیا ۔ لیکن کوئی ہامی نہ بھرتا تھا ۔ آخر جرجیر کی بیٹی جو اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت اُس کے ساتھ موجود تھی ۔ عبداللہ بن زبیر کو پہچانا ۔ اُنہوں نے یہ کہہ کے انعام لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے انعام کے لالچ میں جرجیر کو قتل نہیں کیا ۔ لیکن جب لوگوں نے اصرار کیا ۔ تو مجبور ہو گئے ۔ تو جرجیر کی بیٹی سے جو اُن کی بہادری دیکھ کے اُن پر جی جان سے فدا ہو گئی تھی ۔ اُن کا بیاہ رچایا گیا ۔ اس فتح کے بعد شمالی افریقہ کے باقی حصّہ کا فتح کرنا بڑا آسان ہو گیا ۔ اور مسلمانوں نے الجزائر اور مراکش کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا ۔

اگرچہ حضرت عثمان کے زمانے میں بہت سا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

علاقہ فتح ہوا - اور مسلمانوں کی حکومت کابل سے
مراکش تک جا پہنچی - لیکن اس زمانے کا سب
سے اہم واقعہ یہ ہے - کہ مسلمانوں نے جنگی
بیڑا بنا کے سمندری لڑائیوں میں عیسائیوں کو
نیچا دکھایا - امیر معاویہ جو شام کے حاکم تھے -
مدّت سے چاہتے تھے - کہ جنگی جہاز بنا کے
سمندر پار کے اُن علاقوں پر جو رُوم کے بادشاہ
کے قبضہ میں ہیں - حملہ کیا جائے - حضرت عمر
کی خلافت کے زمانہ میں اُنہوں نے ایک دفعہ
اجازت چاہی - لیکن حضرت عمر نے صاف انکار
کر دیا - حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے

پھر اجازت مانگی - تو اُنہوں نے اس شرط پر اجازت
دے دی - کہ جو لوگ اپنی خوشی سے اِس

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لڑائی میں شریک ہونا چاہیں - اُنہیں کو شریک کیا جاتے - کسی کو مجبور کیا جائے - امیر معاویہ نے بہت سے جنگی جہاز بنوائے - اور بحیرۂ روم کے ٹاپوؤں پر حملہ کرنے کی تیاری مصر کے حاکم عبداللہ بن سعد کو معلوم ہوا - تو اُنہوں نے بھی جنگی جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا یہ دونوں بیڑے بحیرۂ روم کے ایک جزیرہ قبرص پر جسے یورپ کے لوگ سائپرس کہتے ہیں - حملہ آور ہوتے - قبرص کے لوگوں نے بڑے زور کا مقابلہ کیا - لیکن آخر شکست کھا کے ہتھیار ڈال دیئے - اور یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا - اس لڑائی میں عبداللہ بن قیس مسلمانوں کے سپہ سالار تھے - وہ لڑائی میں شہید ہو گئے - تو ایک اور بہادر سفیان بن عوف نے علم سنبھال کے قبرص کی فوجوں پر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اس زور سے حملے کیے - کہ انہیں ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا -

قبرص کو فتح ہوئے کوئی ڈھائی تین برس ہوئے تھے - کہ روم کے بادشاہ نے پانچ سو جنگی جہازوں کا ایک بیڑا سکندریہ پر حملہ کرنے بھیجا - جب شام اور مصر میں یہ خبریں پہنچیں تو شام سے امیر معاویہ نے اور مصر سے عبد اللہ بن سعد نے اپنے اپنے جنگی بیڑے مقابلہ پر بڑھائے - رومیوں کا جنگی بیڑا، جس کی کمان خود روم کا بادشاہ کر رہا تھا اس خیال سے بڑھا چلا آ رہا تھا - کہ راستے میں کوئی روکنے والا نہیں - جاتے ہی سکندریہ کی بندرگاہ میں لنگر ڈال دیں گے - اور ایک ہی ہلہ میں شہر فتح کر لیں گے یکایک جنگی جہازوں کے بادبان نظر آئے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

رُومی فوراً سمجھ گئے ۔ کہ مسلمانوں نے راستہ روک لیا ۔ اِن سے لڑے بغیر اسکندریہ تک پہنچنا ناممکن ہے ۔ پھر بھی اُنہیں اپنی جہازرانی کا بڑا گھمنڈ تھا ۔ اور یہ سمجھے بیٹھے تھے ۔ کہ مسلمان خشکی کی لڑائی میں ہم سے جیت جائیں تو جیت جائیں ۔ سمندری لڑائی میں تو ہرگز نہیں جیت سکتے ۔ یہ سوچ کے تیر برساتے ہوئے بڑھے ۔ اس موقع پر مسلمان ملاحوں نے بڑی ہمت اور ہوشیاری سے کام لیا یعنی بڑھ کے اپنے جہازوں کو رُومیوں کے جہازوں سے باندھ دیا ۔ رُومی سمندری لڑائی کی چالوں میں بڑی مہارت رکھتے تھے ۔ اُنہوں نے بڑی پھُرتی دکھائی ۔ یعنی تلواریں سونت سونت کے مسلمانوں کے جہازوں میں گھُس آتے ۔ اور بڑے زور کی لڑائی شروع ہو گئی ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مسلمانوں نے اگرچہ اس سے پہلے سمندری
لڑائی میں کبھی حصّہ نہیں لیا تھا۔ لیکن اس
موقع پر وہ اس طرح لڑے۔ جیسے اُن کی
عُمریں سمندر ہی میں لڑتے بھڑتے گزری
ہیں۔ اس لڑائی میں ساری رُومی فوج کٹ
گئی۔ صرف کچھ لوگ جانیں بچا کے بھاگے
اِن بھاگنے والوں میں خود رُوم کا بادشاہ
بھی تھا۔ جو شکست کھا کے بھاگا۔ تو
سیدھا سسلی کے جزیرہ میں پہنچا۔ لیکن لڑائی
میں ایسے زخم کھائے تھے۔ کہ صرف تھوڑے
دِن زندہ رہا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عثمان کا زمانہ

حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں
جب رُوم اور ایران سے جنگ چھڑی - تو
مسلمان سپاہیوں کا یہ حال تھا کہ اُن میں سے
بعض کے پاس پُورے ہتھیار بھی نہیں تھے۔
نہ زرہیں تھیں - نہ گُرز - نہ کمندیں - چھوٹے
چھوٹے تیر تھے - تلواروں کے نیام ٹوٹے
ہوئے اور بعض لوگوں نے تلواروں پر چیتھڑے
لپیٹ رکھے تھے - جن لوگوں کے پاس
گھوڑے تھے - اُن کے پاس گھوڑوں کا پُورا
سامان نہیں تھا - رسّی کی باگیں - لکڑی کی
رکابیں اور بعض لوگ تو گھوڑے کی ننگی پیٹھ
پر سوار ہو کے کالے کوسوں کے دھاوے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کرتے تھے۔ ان لوگوں کی زندگی بھی بڑی
بیدھی سادی تھی۔ نمدے کے تنبوؤں یا کھجور
کے پتوں کے چھپروں میں رہتے تھے۔ اور
کھجور۔ پنیر۔ بکری کے دودھ اور اونٹ کے
گوشت پر گزارہ کرتے تھے۔ جو لوگ
شہروں میں بھی آباد تھے۔ وہ بھی زیادہ
تر کچے مکانوں میں رہتے تھے۔ جن میں
بیٹھنے کے لئے کھجور کے پتوں کی چٹائیوں کا
فرش ہوتا تھا۔ ان کا لباس بھی سادہ ہوتا
تھا۔ ایک لمبا سا کرتہ پہنے تھے۔ جس میں ٹخنوں
تک سارا جسم چھپ جاتا تھا۔ اس پر
چمڑے کی ایک پیٹی باندھ لیتے تھے۔ بہت
ہوا تو کرتے پر اونٹ کے بالوں کا ایک
فرغل ڈال لیا۔ لیکن جب شام۔ مصر ایران،
وغیرہ فتح ہوئے تو عربوں کی حالت میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بڑا فرق آگیا - اب سپاہیوں کے پاس نیام بھی ہوتے - ترکش بھی - سر پر خود ہوتے - جسم پر فولادی زرہیں - جن پر تلوار پڑ کے اچٹ جاتی تھی - گھوڑوں پر بھاری ساز یعنی زین - چار جامہ - پاکھریں اور لوہے کی رکابیں - جگہ جگہ چھاؤنیاں اور چوکیاں قائم کر دی گئی تھیں - جن میں فوجی سامان موجود رہتا تھا - اس کے ساتھ رہنے سہنے کے طریقوں میں بھی بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - شہروں میں اینٹوں اور پتھروں کے مکان بننے لگے - گارے کی جگہ سرخی اور چونے سے کام لیا جانے لگا - اُن میں بیٹھنے کے لئے چوکیاں غالیچے اور قالین ہوتے تھے - دیواروں پر پردے لٹکائے جاتے تھے - اور تو اور جو لوگ خیموں میں رہتے تھے - وہ بھی اپنے خیموں کو قالینوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور پردوں سے سجانے لگے - پنیر اور کھجوروں کی جگہ نئے نئے کھانے آگئے - جنہیں خاص خاص ترکیبوں سے پکایا جاتا تھا - لباس میں بھی کاٹ چھانٹ ہوئی اور شلوار اور کرتہ - عبا اور قبا کا عام رواج ہو گیا -

حضرت عمرؓ جب تک زندہ رہے - اِس بات پر بڑا زور دیتے رہے - کہ مسلمانوں کو سادگی قائم رکھنی چاہیئے - چنانچہ اُن کے ڈر سے لوگوں کو ایرانیوں اور رومیوں کے طور طریقے اختیار کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی - لیکن حضرت عثمانؓ طبیعت کے نرم تھے - لوگوں پر سختی کرنا نہیں چاہتے تھے - اِس لئے اُن کے زمانے میں مسلمانوں نے رومیوں اور ایرانیوں کی بہت سی عادتیں اختیار کرلیں - ایران اور شام کی عمارتوں کے نمونے پر عالی شان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مکان بننے لگے - ان کی سجاوٹ پر بے دریغ
روپیہ خرچ کیا جانے لگا - جن بزرگوں کی عمر
کا بڑا حصہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں گزرا تھا - ان میں سے بعض انتقال کر
چکے تھے - بعض بہت بوڑھے ہو گئے تھے -
اُن کی اولاد میں اُن بزرگوں کی سی سادگی موجود
نہیں تھی - بہت سے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایمان لائے تھے
شام - مصر اور ایران میں آباد ہو گئے تھے،
پھر مسلمانوں میں زیادہ تعداد رُوم - ایران اور
مصر کے نومسلم باشندوں کی تھی - جو اسلام
کو پوری طرح نہیں سمجھے تھے - وہ بہت
سی باتوں میں اپنے باپ دادا کی پیروی
کرتے تھے - اور جو عرب اِن علاقوں میں
آباد ہو گئے تھے - وہ بھی بہت سی باتوں میں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اُنہیں لوگوں کی نقل کرتے تھے۔
شام اور عراق میں قدرت نے چپے چپے پر چمن کھلائے ہیں۔ کہاں عرب کے ریتیلے میدان جن میں کہیں کہیں کوئی نخلستان نظر آجاتا ہے۔ اور کہاں عراق۔ شام مصر وغیرہ کی پر بہار وادیاں اور زرخیز میدان۔ اِس لئے اکثر لوگ چاہتے تھے۔ کہ عرب کو چھوڑ کے اُن ملکوں میں جا بسیں۔ قریش کے سردار جو مدینہ میں آباد تھے۔ اُن کی بھی آرزو تھی۔ لیکن حضرت اُنہیں مدینہ سے نکلنے نہیں دیتے تھے۔ جب کوئی شخص اُن کے شام یا عراق آباد ہونے کی اجازت چاہتا۔ وہ یہ کہہ کے روک دیتے کہ تم لوگوں کے ایکے کی وجہ سے مسلمانوں میں ایکا ہے۔ تم الگ شہروں میں جا بسے تو تمہارے خیالات میں اختلاف پیدا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہو گا۔ اور تمہارے اختلاف کی وجہ سے مسلمان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ عمرو بن عاص نے جن کی تدبیروں سے مصر فتح ہوا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو لکھا۔ کہ فسطاط کے شہر کی آب و ہوا مجھے پسند ہے۔ اجازت ہو تو میں فسطاط میں مکان بنا لوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ مدینہ میں تمہارا مکان موجود ہے۔ ایک مکان کے ہوتے ہوئے تمہیں دوسرے مکان کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت عثمانؓ کی طبیعت کی نرمی کی وجہ سے یہ رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش کے سردار جن میں ابھی تک خاندان کا غرور باقی تھا۔ شہروں میں کھنڈ گئے۔ دولت کا مینہ برس رہا تھا۔ روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی۔ روم اور ایران کی خوب صورت عمارتوں کے ڈھنگ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پر مکان سب نے جائیدادیں خریدی گئیں - خوشامدی
مصاحب جمع ہوتے - جنہوں نے تعریفیں کر
کرکے حوصلے بڑھاتے - اسلام نے عربوں کی
پرانی رنجشوں کو دبا دیا تھا - اس زمانے میں
یہ پرانی دشمنیاں پھر اُبھریں - بھولی بسری رنجشیں
یاد آئیں اور آپس میں جھگڑے ہونے لگے -
مسلمانوں کے باہمی اختلاف کی ایک وجہ
یہ بھی تھی - کہ بعض لوگ ایسے تھے - جنہوں
نے روپے جمع کرکے شام، مصر، عراق،
اور ایران میں بڑی بڑی جائدادیں خرید لی
تھیں - اور شاہانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر
کرتے تھے - لیکن بہت سے لوگوں کا یہ حال
تھا - کہ جو ہاتھ آیا، خرچ کر ڈالا -
حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں میں امیر
غریب کا فرق نظر نہیں آتا تھا - دس بیس

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہزار مسلمان بھی ایک جگہ جمع ہوتے تھے - تو
کوئی شخص پہچان نہیں سکتا تھا - کہ اِن میں
افسر کون ہے - اور معمولی سپاہی کون - لیکن
اب امیر غریب کا فرق صاف نظر آنے لگا۔
جن لوگوں نے دولت جمع کر رکھی تھی - وہ
محلوں میں رہتے تھے - اور دولت کے گھمنڈ
میں زمین پر پاؤں نہیں رکھتے تھے - جنہوں
نے دولت کو ڈھلتی پھرتی چھاؤں سمجھا تھا -
اور روپے پیسے کی قدر نہ کی تھی - اُن کی
زندگی فقر و فاقہ میں بسر ہوتی تھی - ان لوگوں
کو یہ بات اچھی طرح یاد تھی - کہ جب مسلمان
مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے - تو
انصار نے اُنہیں اپنی آدھی دولت بانٹ دی
تھی اس لئے اس زمانے میں بھی یہ شور
مچا کہ دولت مندوں کو اپنی دولت غریبوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میں بانٹ دینی چاہیئے۔ تاکہ مسلمانوں میں
دولت کی وجہ سے جو اونچ نیچ پیدا ہو
گئی ہے۔ وہ میٹ جائے۔ حضرت ابوذر غفاری
بڑے اونچے درجے کے صحابی تھے۔ اور
برسوں رسُول خدا صلعم کی خدمت میں رہے
تھے۔ اُن کا بھی یہی خیال تھا۔ حضرت عثمان
کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ ابوذر لوگوں کو
بھڑکا رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو جوش
میں آ کے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ اگر
امیر لوگ یوں ہی دولت جمع کرتے رہیں
تو غریبوں کو چاہیئے کہ انہیں لوٹ لیں۔ ت
حضرت ابوذر کو شام سے مدینہ بلوا کے ربذہ بھیج
دیا۔ جو مدینہ سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی بستی
ہے۔ وہ ربذہ میں تنہائی اور بیکسی کی زندگی بسر کرتے
رہے۔ آخر وہیں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بغاوت

حضرت عثمان اپنے خاندان کے لوگوں سے بہت اچھی طرح پیش آیا کرتے تھے۔ حکم بن العاص ان کے چچا نے مسلمانوں کو بہت دکھ دیئے تھے۔ اور تو اور خود حضرت عثمان بھی اس کے ظلم سے نہ بچ سکے۔ یعنی جب انہوں نے اسلام قبول کیا۔ تو حکم نے انہیں رسیوں سے باندھ کے پیٹا۔ اور قید رکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کی حرکتوں سے ناراض ہو کے اسے مدینہ سے طائف میں جلا وطن کر دیا۔ لیکن حضرت عثمان خلیفہ ہوئے۔ تو خون نے جوش مارا اور انہوں نے حکم کو پھر مدینہ میں بلا لیا۔ بلکہ اس کے بیٹے مروان سے اپنی صاحبزادی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شادی کر دی - مروان حضرت عثمان کا خاص
مشیر تھا - اور وہ اکثر باتوں میں اس کے مشورہ
پر چلتے تھے - یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار
گزری اور ہر طرف یہی چرچے ہونے لگے -
لوگوں کو حضرت عثمان سے یہ شکایت بھی تھی
کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے
عہدے دے رکھے ہیں سلطنت کے پانچ بڑے
صوبے ہیں - جن میں سے چار ان کے رشتہ داروں
کے قبضہ میں ہیں - بعض لوگوں نے جو یوں تو
اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے - لیکن اصل میں
مسلمانوں کے سخت دشمن تھے - ان باتوں کو
ایسا پھیلایا کہ لوگ بھڑک اٹھے -

مدینہ میں نہ کوئی فوج تھی - نہ لڑائی
بھڑائی کا سامان تھا - بڑے بڑے صحابی بھی
مدینہ میں کم رہ گئے تھے - کیونکہ ان میں سے اور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہاجرین میں سے بہت سے لوگ دوسرے ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ حضرت عثمان کے خاندان کے لوگ جو اُن کے مشیر تھے۔ اُنہیں یہی مشورہ دیتے تھے۔ کہ جو لوگ فساد پھیلا رہے ہیں۔ اُنہیں سخت سزائیں دی جائیں۔ تو یہ فتنہ خود بخود دب جائے گا۔ لیکن حضرت عثمان کو یہ بات گوارا نہ تھی۔ ایک دفعہ کوفہ۔ بصرہ اور مصر سے بہت سے لوگ اپنی اپنی شکایتیں لے کے مدینہ پہنچے، حضرت عثمان اُن کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آئے۔ اُن کی شکایتیں سنیں پھر مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور ایک تقریر کی۔ جس میں اُن سب اعتراضوں کا جواب دیا گیا تھا۔ جو اُن پر کیے جاتے تھے۔ سب لوگ بظاہر مطمئن ہو کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ لیکن فساد

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کی آگ جو بظاہر دب گئی تھی - اندر ہی اندر برابر سُلگ رہی تھی - کچھ عرصہ کے بعد پھر مصر - کوفہ اور بصرہ کے لوگ اکٹھے ہو کے مدینہ آئے - حضرت عثمان نے اس موقع پر بھی سب لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے ایک پرزور تقریر کی - اور کہا کہ لوگوں کو مجھ سے شکایت ہے کہ میں مروان کے مشورہ پر چلتا ہوں - آئندہ میں مروان کی بات نہیں سُنوں گا - اور آپ لوگوں کی شکایتیں دُور کرنے کی کوشش کروں گا - اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو خدا مجھے معاف کرے - یہ کہتے ہوئے اُن کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے - اور حاضرین بھی رو پڑے -

اس تقریر کا بڑا اچھا اثر ہوا - اور لوگ واپس چلے گئے - جو لوگ مصر سے آئے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تھے - وہ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر پہنچے - تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا - جو مدینہ کی طرف سے آ رہا تھا - انہیں اس کی چال ڈھال سے کچھ شبہ ہوا - تلاشی لی - تو ایک خط نکلا - جو مصر کے حاکم کے نام تھا - خط میں لکھا تھا کہ جو لوگ مدینہ سے مصر واپس آ رہے ہیں ان سب کو قتل کر دیا جائے - خط پر حضرت عثمان کی مہر موجود تھی - اس لئے لوگوں کو خیال ہوا - کہ یہ خط حضرت عثمان ہی نے لکھا ہے - بعض لوگوں کا خیال تھا - کہ یہ مروان کی شرارت ہے - کیونکہ حضرت عثمان کی مہر اسی کے پاس رہتی تھی - چنانچہ یہ لوگ راستے سے پلٹ کے مدینہ پہنچے - اور مدینہ کی گلیاں پھر ان کے نعروں سے گونج اٹھیں ؂

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عثمانؓ کی شہادت

حضرت علی شروع سے اس فتنہ کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ انہوں نے ایک طرف فسادیوں کو سمجھایا۔ دوسری طرف حضرت عثمان کو نیک مشورے دیئے۔ لیکن جب مصر کے لوگ راستے سے پلٹ کے مدینہ پہنچے۔ اور اُن سے ان کے خط کا حال سُنایا تو انہوں نے کہا میں اس جھگڑے میں نہیں پڑتا۔ حضرت علی کو اس بات کا تو یقین تھا۔ کہ حضرت عثمان نے یہ خط ہرگز نہیں لکھا۔ کیونکہ وہ بڑے رحمدل شخص ہیں۔ اور کسی پر سختی کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن جب تک کوئی ثبوت موجود نہ ہو۔ یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ خط لکھنے والا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہن سنا ؛ مصری ابھی مدینہ میں پہنچے ہی تھے
کہ کوفہ اور بصرہ کے لوگ بھی آ پہنچے ۔
حضرت علی نے پوچھا۔ تم لوگوں کے راستے الگ
الگ تھے ۔ پھر تم سب کس طرح راستے سے
لوٹ آئے ۔ وہ لوگ اس کا جواب نہ دے سکے
اب یہ لوگ حضرت عثمان کے پاس پہنچے ۔
اور انہیں خط دکھا کے کہا ۔ کہ یہ خط آپ
نے لکھا ہے ۔ انہوں نے فرمایا ۔ مجھے اس خط
کا علم تک نہیں ۔ یہ سن کے انہوں نے حضرت
عثمان کے مکان کو گھیر لیا ۔ حضرت علی ان
دنوں مدینہ سے باہر تھے ۔ انہیں یہ خبر ملی ۔ تو
انہوں نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن اور
حسین کو حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بھیج
دیا ۔ حضرت طلحہؓ کے فرزند محمد اور حضرت
زبیر کے صاحبزادے عبداللہ اور بہت سے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور لوگ بھی حفاظت کے لئے موجود تھے۔
دونوں فریقوں میں جھڑپیں بھی ہوتی رہیں۔
اور دونوں کے کچھ لوگ زخمی بھی ہوئے۔ ایک
جھڑپ میں مروان جس کی وجہ سے فساد پھیلا تھا
ایسا زخمی ہوا۔ کہ زندگی کی اُمید ہی نہیں
حضرت حسن بھی زخمی ہوئے۔

یہ لوگ پورے چالیس دن حضرت عثمان
کے مکان کو گھیرے پڑے رہے۔ بعض لوگوں نے
حضرت عثمان کو یہ مشورہ بھی دیا۔ کہ آپ
باہر نکل کے باغیوں کا مقابلہ کیجئے۔ سب لوگ
آپ کا ساتھ دیں گے۔ لیکن اس بات پر آمادہ
نہ ہوئے۔

باغیوں نے جب دیکھا کہ مکان کے پھاٹک پر
لوگ پہرہ دے رہے ہیں۔ جب تک اُنہیں
ہٹایا نہ جاتے۔ مکان میں داخل ہونا ناممکن ہے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تو وہ مکان کی دیوار پھاند کے اندر پہنچے ۔ اور حضرت عثمان کو شہید کر ڈالا ۔ جب اُنہیں شہید کیا گیا ۔ وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے یہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کا ہے ۔ موت کے وقت حضرت عثمان کی عمر ۸۲ سال کی تھی ۔

حضرت عثمان کی شہادت کی خبر سُن کے لوگ سناٹے میں آ گئے ۔ کسی کے وہم و گمان میں یہ بات نہیں تھی ۔ کہ باغی ایسی حرکت کریں گے ۔ حضرت علی مسجد سے نکل کے حضرت عثمان کے مکان کی طرف آ رہے تھے ۔ کہ راستے میں یہ خبر ملی ۔ اُنہوں نے دونوں ہاتھ اُٹھا کے فرمایا :- خدایا میں عثمان کے قتل سے بری ہوں ۔ پھر جو لوگ حضرت عثمان کی حفاظت پر مقرّر کیئے گئے تھے ۔ اُنہیں بلا کے سخت سُست کہا ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

خاص طور پر وہ حضرت حسن پر بہت ناراض
ہوئے - اور اُنہیں طمانچے مارے - دوسرے
صحابیوں نے سُنا تو بعض سناٹے میں آ گئے -
بعض دھاڑیں مار مار کے رونے لگے - اور تو
اور جن لوگوں کو حضرت عثمان سے کچھ شکایتیں
بھی تھیں - وہ بھی اُن کی مظلومی پر آنسو بہائے
بغیر نہ رہ سکے -

حضرت عثمان جمعہ کے دن تیسرے پہر شہید
ہوئے - باغی مدینہ پر کچھ اس طرح چھائے ہوئے
تھے - کہ اُن کے خوف سے کسی کو اُن کا جنازہ
اُٹھانے کی ہمت نہیں پڑتی تھی - سنیچر کی
رات کو کچھ لوگوں نے ہمت کر کے جنازہ
اُٹھایا - جنت البقیع میں نماز جنازہ پڑھی گئی - اور
وہیں - اُنہیں دفن کر دیا گیا - حضرت عثمان
نے بارہ برس خلافت کی - وہ نہایت نیک شخص

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تھے - اُن کی طبیعت کی نرمی کا یہ حال تھا -
کہ کوئی شخص اُنہیں سخت بات بھی کہہ بیٹھتا - تو
وہ غصے میں نہیں آتے تھے - بلکہ بڑی نرمی سے
جواب دیتے تھے - اس کے ساتھ ساتھ اُنہیں
اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے عاقبت کا خیال رہتا تھا
سامنے سے جنازہ گزرتا - تو کھڑے ہو جاتے -
اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے قبرستان کی
طرف گزر ہوتا تو اتنا روتے کہ داڑھی آنسوؤں
سے بھیگ جاتی -

شروع سے وہ بڑے خوشحال شخص تے - مدینہ
آنے کے بعد تو اللہ نے اُن کے کاروبار میں
اتنی برکت دی - کہ وہ عرب کے سب سے دولتمند
شخص سمجھے جانے لگے - اسی لئے وہ غنی یعنی
دولت مند کے لقب سے مشہور ہو گئے - باہر کے
ملکوں سے اُن کی بڑی تجارت تھی - عرب

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کی پیداوار باہر بھیجتے تھے۔ باہر سے مال منگواتے تھے۔ خیبر میں اُن کی کچھ زمین بھی تھی۔ اِس کے علاوہ اُنہوں نے اور بھی کئی جائیدادیں خریدی تھیں۔ اپنی خلافت کے زمانے میں اُنہوں نے مسجد نبوی کے پاس ایک عالی شان مکان بنوایا۔ جس کے پایہ کی کوئی عمارت مدینہ بھر میں نہیں تھی۔ یہ عمارت اب بھی موجود ہے اور سیّدنا عثمان کہلاتی ہے۔ اِس عمارت کے ایک حِصّہ میں کُتب خانہ ہے۔ جو کُتب خانہ سیّدنا عثمان کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے پچھواڑے ایک گلی ہے۔ اُس کے دوسری طرف ایک مکان ہے جو مشہد سیّدنا عثمان کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان یہیں شہید ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں یہ سارا ایک ہی مکان تھا۔ آگے چل کے جب مدینہ کی عمارتوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہیں تبدیلیاں ہوئیں تو اس مکان کے بھی کئی حصے ہو گئے ۔

اُن کے گھر میں بیسیوں لونڈی غلام تھے ۔ لیکن اپنا کام خود کرتے تھے ۔ اُن کے دِل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھی ہوئی تھی کہ غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے ۔ تا کہ آگے چل کے غلامی کی رسم ہی سرے سے ہٹ جائے ۔ چنانچہ وہ جو آپ کھاتے تھے ۔ غلاموں کو وہی کھلاتے تھے ۔ اور ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کر دیا کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری بھی کرتے رہتے تھے مسلمانوں کو ضرورت کے وقت بڑی بڑی رقمیں دیتے تھے ۔ اور اکثر واپس نہیں لیتے تھے ۔

جب اُنہیں خلافت ملی ۔ تو وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے ۔ اس لئے غذا ہلکی اور زود ہضم

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کھاتے تھے - تاہم اُن کے دسترخوان پر بہت سے لوگ موجود ہوتے تھے -

دن کے وقت وہ خلافت کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے - رات کو عبادت کرتے تھے کبھی کبھی رات بھر جاگتے - اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے - عام طور پر دوسرے تیسرے دن روزے رکھتے تھے - کبھی کبھی ہفتوں لگاتار روزے رکھتے تھے - صرف رات کو تھوڑا سا کھانا کھا لیتے تھے - ہر سال حج کرتے تھے - امیر حج بھی ہوتے تھے - خاص طور پر خلیفہ مقرر ہونے کے بعد ہر سال باقاعدگی سے حج کرتے رہے -

عزیزوں، رشتہ داروں سے اُن کا سلوک بہت اچھا تھا - حکم بن العاص اُن کا چچا تھا - اور چچا بھی ایسا ظالم، جس نے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کھاتے تھے - تاہم اُن کے دسترخوان پر بہت
سے لوگ موجود ہوتے تھے -

دن کے وقت وہ خلافت کے کام کاج میں
مصروف رہتے تھے - رات کو عبادت کرتے تھے
کبھی کبھی رات بھر جاگتے - اور ایک ہی
رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے -
عام طور پر دوسرے تیسرے دن روزے رکھتے
تھے - کبھی کبھی مہینوں لگاتار روزے رکھتے
تھے - صرف رات کو تھوڑا سا کھانا کھاتے تھے
ہر سال حج کرتے تھے - امیر حج بھی ہوتے
تھے - خاص طور پر خلیفہ مقرر ہونے کے بعد
ہر سال باقاعدگی سے حج کرتے رہے -
عزیزوں، رشتہ داروں سے اُن کا سلوک
بہت اچھا تھا - حکم بن العاص اُن کا چچا
تھا - اور چچا بھی ایسا ظالم، جس نے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE